

بِسْمِ اللَّهِ شَا اَمَامِيَّةِ حَرْطُ الْكُفُو

— (منبر (۹۲) —

تشریح

— (از قلم فضل اجل) —

بِسْمِ اللَّهِ مُحَمَّدٌ صَاحِبُ دُورِ مَنَاقِبِهِ
جَنَابِ مَوَاضِعِ سَيِّدِ دُورِ مَنَاقِبِهِ
پَرُو سِرِّ نَاطِقِيهِ بِي كَلَمِ الْكُفُو نَبِيهِ سِرِّ

نَحْوِ اَكْلَةِ اَعْلَى مَنَاقِبِهِ

(مَطْبُوع)

قیمت ۲۰۰۰ محمول

سفر از قومی پریشان محل لکھنؤ

فہرست رسائل امامیہ نرسر و کھنو

نمبر	نام رسالہ	نمبر	نمبر	نام رسالہ	نمبر
۱	مطلوب کعبہ	۳۶	۱	۴۲	۱
۲	محاربه کر بلا	۳۷	۱	۴۳	۲
۳	اسلام کا پیغام	۳۸	۱	۴۴	۳
۴	دی مسیح آف اسلام انگریزی	۳۹	۱	۴۵	۴
۵	اشات عزاداری	۴۰	۱	۴۶	۵
۶	مسئلہ فدک	۴۱	۱	۴۷	۶
۷	تاجدار کعبہ	۴۲	۲	۴۸	۷
۸	خلافت و امامت حصہ اول	۴۳	۱	۴۹	۸
۹	تحقیق اذان	۴۴	۱	۵۰	۹
۱۰	ذوالکبحہ	۴۵	۱	۵۱	۱۰
۱۱	شہدائے کربلا حصہ اول	۴۶	۱	۵۲	۱۱
۱۲	کربلا کا مہاسم ہندی	۴۷	۱	۵۳	۱۲
۱۳	حسین اندی بلین آف کربلا	۴۸	۱	۵۴	۱۳
۱۴	مشہد اعظم	۴۹	۱	۵۵	۱۴
۱۵	لا تقسروا فی الارض	۵۰	۱	۵۶	۱۵
۱۶	نہج البلاغہ کا استناد	۵۱	۱	۵۷	۱۶
۱۷	خلافت و امامت حصہ دوم	۵۲	۱	۵۸	۱۷
۱۸	شہدائے کربلا حصہ دوم	۵۳	۱	۵۹	۱۸
۱۹	الہ الاممہ کے تعلیمات	۵۴	۱	۶۰	۱۹
۲۰	حسین کا پیغام عالم شائیت نام	۵۵	۱	۶۱	۲۰
۲۱	اسلامی عقائد	۵۶	۱		
۲۲	آثار باقیہ	۵۷	۱		
۲۳	صحیفہ سیادیہ کی عظمت	۵۸	۱		
۲۴	خلافت و امامت حصہ چہم	۵۹	۱		
۲۵	فتان حسین کا مذہب	۶۰	۱		
۲۶	وجہ و خجبت	۶۱	۱		
۲۷	اصول دین اور قرآن	۶۲	۱		
۲۸	اتحاد الفریقین حصہ اول	۶۳	۱		
۲۹	حسین اور اسلام	۶۴	۱		
۳۰	ہندی	۶۵	۱		
۳۱	متوہ اور اسلام	۶۶	۱		
۳۲	امامت اثنا عشر اور قرآن	۶۷	۱		
۳۳	رجال بخاری حصہ اول	۶۸	۱		
۳۴	مذہب باب و بہا	۶۹	۱		
۳۵	نور و ز اور غدیر	۷۰	۱		
۳۶	مجاہدہ کر بلا	۷۱	۱		
۳۷	دی مارٹڈم آف حسین انگریزی	۷۲	۱		
۳۸	اسوہ حسینی	۷۳	۱		
۳۹	جنگ صفین	۷۴	۱		
۴۰	تذکرہ حفاظ شیعہ حصہ اول	۷۵	۱		
۴۱	حصہ دوم	۷۶	۱		
۴۲	مقصود کعبہ	۷۷	۱		
۴۳	مذہب باب و بہا حصہ دوم	۷۸	۱		
۴۴	اسلام کی حکیمانہ زندگی	۷۹	۱		
۴۵	دور استناد	۸۰	۱		
۴۶	حقیقت مدار	۸۱	۱		
۴۷	خطیب آل محمد	۸۲	۱		
۴۸	تدوین حدیث	۸۳	۱		

تذکرہ

قلم ضل حال لانا محمد و حق حب ظلم
ازم فایا لانا محمد و حق حب ظلم
نمیرہ کاسر اسکتہ علی اللہ مقنا

— (مطبووعہ) —

— (مطبووعہ) —

امامیہ کے تین خدما کا سب (۹۲)



اثباتِ حجت

امامیہ کے ایک رسالہ ابتدا میں اسی موضوع پر بحث ہے،
 کے نام سے حضرت سید العلماء روم ظاہ کا شایع ہو چکا ہے جو سید
 مقبول ہوا اورشن کو اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شایع کرنا پڑا اس اب
 جناب مولانا سید محمد صافق صاحب قلعہ نبیرہ سرکار نجم اسکاتہ پور
 شیعہ عربی کالج لکھنؤ نے بھی اسی موضوع پر نظر رسالہ تحریر
 فرما کرشن کو شایع کرنے کے لیے مرحمت فرمایا ہے جس کو ہم نہایت
 شکر کے ساتھ شایع کر رہے ہیں موصوف کی ایک اور تصنیف
 "حقیقتِ بدار" کے نام سے مشن شایع کر چکا ہے جو بہت زیادہ
 پسند کی گئی ہے۔

امید ہے کہ افراد قوم توجہ سے ملاحظہ فرمائیں گے اور اس کی
 اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے و اسلام
 خادم ملت آنریری سکریٹری امامیہ لکھنؤ

شمعِ فالوین عصمت کی تحلیلی

— (کا) —

کائناتِ عالم پر اثر

برودہ پوش غیبت کے وجود پر عقل و نقل کی مستند گواہیاں

امام کا وجود ہر زمانہ میں ضروری ہے

maablib.org

وہ امامت کا آخری نقطہ جس کو قدرت نے غیبت کے حجابوں میں

رد پوش کر دیا ہے۔ وہ حریمِ عصمت کا باعزت مکین جس کو صحیح معنوں میں

فضائلِ نبوت کی تصویر اور کمالاتِ امامت کا مجسمہ کہا جاسکتا ہے وہ عالم

کی پاک ہستی جس کے وجود پر پیغمبر اسلام کی ناقابل انکار حدیثیں پوری قوت کے ساتھ رشتی ڈال رہی ہیں جس کی عصمت کی تجلیاں عام انسانوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے باوجود انسانی مصداق کی حفاظت شرعی حکم و فرائض کی نگہداشت گم کردہ راہ افراد بشر کی راہنمائی کا فریضہ اپنی خصوصیت روحانیت کے ساتھ انجام دے رہی ہیں جس کے ساتھ حقوق بشری کی زندگی تہذیب اخلاق کی رگ حیات وابستہ ہو گیا ایسے انسان کے وجود کا عقیدہ ضروری نہیں ہے۔ اس کا اثبات کے علاوہ ایسی صورت سے جواب نہیں دیا جاسکتا ہے شک اگر اسلام کی تعلیمات کسی خاص دائرہ تک محدود ہوتیں تو حفاظت شریعت کا دائرہ بھی ہم دہیں تک محدود قرار دیتے لیکن انسانی مصلح اور حقوق بشری کی مراعات کے لیے اسلامی دستور العمل کو صبح ازل سے لے کر شام اب تک باقی ماننے کے بعد یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ اسکی حفاظت کرنے والوں کا وجود محدود قرار دے دیا جائے۔

یقیناً مستقبل کے ہر دور میں ایسے انسانوں کی ضرورت ناگزیر ہے جن کو مخلوقات کے مصداق عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے خود ذات احدیت نے منتخب فرمایا ہو۔ جن کے اندر بشری تنظیم کا پختہ جذبہ موجود ہو یقیناً اگر منصب کے انتخاب میں اسی پہلو کا لحاظ رکھا جائے گا تو بشریت فطری انقا^ض سے ہمیشہ محفوظ رہے گی اور شرع اسلامی کے احکام حکمت و مساوات کی

روشنی میں انجام پذیر ہوتے رہیں گے اور اسی کے ساتھ ظلم و ستم جو سہارا
 اور ذاتی اغراض و مقاصد کے لیے آئین کو غیر آئینی حیثیت میں لانے کے
 باوجود زبردستی آئینی بنالینے کا بھی کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔ ایسے
 انسان کی سیرت کا جب کبھی قلم جائزہ لوگے تو پتہ چلے گا کہ اُس کے حرکات و سکنات
 مکالم اخلاق کا سرچشمہ عادات حسنہ کا گنجینہ نظر آئیں گے اور پھر پتہ چلے گا
 کہ باوجود بھی اُس کے اندر ریاکاری فریب دہی خود ایش پستی اور غیر اخلاق
 امریکا کا شائبہ تک نظر نہ آئیگا۔ وہ بشری نقائص سے بری گا اور اُس کے
 منصب کی بنیاد اُس فیصلہ پر ہوگی جس میں عدل و انصاف رعایت حقوق و
 مساوات کے پہلو نمایاں طور پر ظاہر نظر آئیں گے مستقبل کے ہر دور میں
 اصلاح امت و تعلیم انسانیت کے لیے ایسی ذات کی موجودگی جس کے انتخاب
 کی کڑیاں و احب الوجود تک نہتی ہوتی ہوں ہندی قرار دینے کے بعد اب
 جس حد تک سوال کا تعلق باقی رہ جاتا ہے وہ صرف اتنا کہ ایسی بابرکت ذات
 کو یہاں کیوں کیا گیا اور وہ موجود ہے بھی یا نہیں۔ ہمارے ثبوت کی دنیا
 اگر دلائل و بیانات سے خالی ہوتی تو ہم یقیناً مستفسر سے اس کا سوال کرتے
 کہ اُسے ایسی ذات کے وجود پر دلیل طلب کرنے کا حق کیا ہے جس کے وجود
 پر تاریخ کی مستند شہادتیں مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں۔ حضرت محبت کے سلسلہ
 حیات کے منقطع ہو جانے پر مستفسر کے پاس کسی تاریخی ثبوت کا موجود نہ ہونا

یہ خود مستفسر کے سوال کی تکلیفی کرنے کے لیے کافی ہے دوسرے معنوں میں
یہ کہا جائے کہ جس طرح مستفسر کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ وجودِ حجت کی
دلیل کیا ہے بعینہ یوں ہی ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ اس کے عدم کا
ثبوت کیا ہے۔

لیکن چونکہ ہمارے پاس وجودِ حجت کے متعلق بے شمار اولیٰ موجود ہیں۔
بنابری ہم اس معارفہ کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے وہ متیقن و یقین پیش
کرتے ہیں کہ قوت کے سامنے مستفسر کا ہمیشہ دعویٰ کی صداقت کا اعتراف کرنا ہوا
نظر آئے گا۔

پیر مقتضی عدل کیا ہے؟

جس وقت سے انسانیت کی نیوٹری اور اشرف المخلوقات کے وجود
کی واضح دلیل ڈالی گئی اس وقت سے لے کر اس وقت تک کے حالات
کا استقرا کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نقطہ اکمالِ علم و حکمت کی طرف سے
اقتضائے عدل و انصاف کے لحاظ سے تعمیرِ تخریب بدہیت و ضلال کی قوتوں
میں توازن رکھا گیا جس طرح ضلال کے لیے ایک خارجی اور ایک داخلی گمراہ
تھا اسی طرح گمراہی کے تاریک پردوں کو چاک کرنے اور انسانوں کے
بھٹکتے ہوئے قدموں کو شاہراہِ نجات و استقامت پر قائم کرنے کے لیے
ایک داخلی اور ایک خارجی مدد دہی پر ابھارتے رہے۔

تاریخ کی باوثوق شہادتیں اپنے وثوق کو اس کا کام سمیت اس کی
گواہ ہیں کہ فطرت کا یہ نظریہ ابتداء خلقت سے لے کر خاتم النبیین کے
آخری دور تک برابر جاری و ساری رہا۔ کیا یہ اصرار اس کا شاہد قوی نہیں
قرار دیا جاسکتا کہ انسان دو گمراہ کنوں کے مقابلہ میں فطرتاً دو ہادیوں کا
بھی محتاج ہے جب تک ایسا نہ ہو گا اس وقت تک اس کے مقصد خلقت
و ایجاد کی تکمیل نہیں ہو سکتی بے شک یہ تاریخی حقیقت انسان کی کمزوریت
کو دو مساوی قوتوں کا محکوم ثابت کر رہی ہے اور یہ بتا رہی ہے کہ اس کو
خطرناک مقامات میں مہالک و آفات سے بچانے کے لیے ویسی ہی طاقت و کار
ہے جیسی کہ مقابل قوت فرغ کی جاتی ہے۔

ۛۛۛ (قوتوں کی تفصیل) ۛۛۛ

وہ دو قوتیں جو داخلی و خارجی حیثیت سے نوع بشر کو بہید رہی و
سفاکی ظلم و جور عصبیت و استبداد جیسے غیر اخلاقی نقاط کی طرف توجہ التفات
کا سبق دیتی ہیں ان میں سے ایک نفس امارہ ہے جس کو مضل و داخلی اور
ایک شیطان ہے جس کو مضل خارجی کہا جاتا ہے یہ دونوں طاقتیں بساط
روحانیت کو متقلب اور نظام ایمان کو دھبہ دھبہ کرنے پر ہر وقت آمادہ و
رہتی ہیں اگر ان مخالف قوتوں کے مقابلہ میں انسانییت کو نقطہ اعتدال پر

قائم رکھنے والی قوتیں کمزور ہوتیں تو نظام روحانیت کا درہم درہم چلتا
 بالکل یقینی تھا اور اگر ان کی قوت مقابل طاقت زیادہ ہوتی تو مقابل
 قوتوں کو خداوند عالم کے عدل و انصاف کا شکوکہ نہ ہوتا پڑتا بنابرین
 گمراہ کن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے خلاق عالم نے صرف دو ہی قوتیں
 خلق فرمائیں ایک داخلی جس کا نام عقل دوسرے خارجی جس کا نام نبی یا
 پیغمبر بد و خلقت سے لے کر ابتک فلک کی غیر منقطع گردشیں لیل و نہار
 کے مسلسل دور اس کے گواہ ہیں کہ آدم سے لے کر خاتم تک مقابلہ اسی نوعیت
 کے ساتھ قائم رہا اور نبوتیں شیطان کے پیدا کردہ اشتباہات کو متیقن کا
 لباس پہناتی رہیں۔

جن اغراض و مقاصد کے ماتحت مقابلہ میں مساوات کا لحاظ رکھا گیا تھا
 انہیں مقاصد کی موجودگی میں کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ بغیر عقلی
 سبب علت کے سلسلہ مساوات کو منقطع کر دیا جائے۔ قانون عدالت
 کا مقتضی یہ ہے کہ جس طرح خاتم النبیین کے دور نبوت تک شیطان و
 نفس مارہ کے مقابلہ میں دو ہی آیت کرنے والے عقل و پیغمبر انسانیت
 کے پرپیچ رستوں میں رہتے رہے آیت بنا کر بھیجے جاتے رہے اسی طرح آج بھی
 شیطان و نفس کی کفر و فتنہ کو دفع کرنے کے لیے وہ ہادی ہونے چاہیں
 کسی عصبیت و تنگ نظری سے کہ انہیں کا وجود تسلیم کرنے میں تو کسی قسم کا

پس و پیش نہیں کیا جاتا لیکن ایک ہادی کے وجود میں طرح طرح کے
 شکوک و شبہات پیدا کئے جاتے ہیں عقلی حیثیت سے کسی قوت کو جائز و غلبہ
 دلانے کے لیے اسکی ضرورت ہے کہ مقابلہ میں مساوات کا پہلو پیش نظر رکھا
 گیا ہو۔ اسی بنا پر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سابق کی طرح اس وقت بھی دو
 گمراہ کنوں کے مقابلہ میں دو ہادی موجود ہیں ایک عقل اور دوسرے محبت و ہمدردی
 اگر وہ جو حضرت محبت سے الگا کر دیا جائے تو قانون عدالت کو سخت صدمہ
 پہونچے گا اور حقیقتاً یہی وہ چیز ہے جس کے اثبات میں قرآن مجید کا آواز بلند ہے

بقا و تمدن کیلئے امام کا ہونا ضروری ہے

حقیقت یہ ہے کہ ثبوت تک پہونچ چکی ہے کہ افراد نوع انسانی اپنی اجتماعی
 زندگی میں لازمی طور پر کسی ایک ایسے قاعدے کے محتاج ہیں جو بشریت کو اس
 کے تقاضوں سے منظرہ کرنے پر قادر ہو جس کے ذاتی افعال و اعمال تقاضوں سے
 بری ہوں۔ جو تمدن کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کے انتظام اور معاشرت کے
 بگڑے ہوئے مرقع کے سنوارنے پر پوری قوت و طاقت رکھتا ہو۔ انسان فطرۃً
 خود ہشاش تمسک نفس کا پرستار اور ظلم و جبر پر عادت لوٹ مار غرض کہ تمام
 تقاضوں کمزوروں کا مستوجب ہے اور ان کمزوریوں سے نوع بشری کی کوئی
 بڑی سے بڑی ضرورت بھی مستثنیٰ نہیں کی جا سکتی ان مختلف و متضاد فطری

قوتوں پر نظر کرنے کے بعد جن کو قدرت نے انسانی کالبد میں پوشیدہ کر دیا
 ہے انسان کا کچھ مخصوص صفتوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا قریب قریب محال ہے
 ہم مانتے ہیں کہ اگر انسان میں صرف قوت قدسیہ ہی ہوتی تو وہ صبر رضا
 عبادت و قناعت زدہ و تقویٰ ہی جیسی صفتوں سے ہمیشہ مستصفیٰ نظر آتا۔
 اندر زرائع اخلاق کا اس سے کئی قوت بھی صادر ہوتا لیکن قوت ملکیہ
 شہویہ غفیبہ جیسی مختلف و متخالف قوتوں کو ایک ہی نقطہ پر مجتمع کرنے کے بعد
 کسی طرح اس امر کو قرین امکان نہیں قرار دیا جاسکتا کہ کوئی شخص ہمیشہ
 اخلاقیات ہی کا پابند رہے بلکہ بے شمار ایسے مواقع بھی پیدا ہوں گے
 جن میں انسان جنگِ عدال بقض و محمد طمع و لالچ کی زنجیروں میں جکڑا
 ہوا نظر آئے گا اور اجتماعی زندگی میں بے شمار ایسے اوقات بھی ملیں گے
 جن میں جانبِ منفعت کے جذبات و نژادی مصلحتوں کے ہونے پیش کریں گے
 اور اکثر ایسا بھی ہوگا کہ کچھ لوگ اپنے نفع کی غرض سے دوسرے لوگوں کو
 نقصان پہونچانے کی کوشش کریں گے تو پھر کیا ان کو اسی حالت پر چھوڑ دیا
 جائے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں عقل یہی ہدایت کرتی ہے کہ ایسے وقت میں
 ہمیں کسی ایسی ہستی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جس کے ہاتھ میں الہامی
 تعلیمات کا صحیفہ ہو جس کے حرکات و سکنات اعمال و افعال فطرت کے
 خطوط و خال کی صحیح نقشہ کشی کر رہے ہوں جو موصوم ہوا و شام انسانوں کی

طرح بیجا رعایت۔ خود پرستی۔ بوالہوی طلب جاہ و شہر جیسی صفتوں سے
 بالکل غیر متعلق ہوتا کہ اس کی موجودگی میں قوی ضعیف پر ظلم نہ کر سکے اور
 ضعیف کو بے بسی و فقیر کے لیے مساویانہ حیثیت سے زندگی بسر کرنے کا حق
 حاصل ہو اور جائز اس خطا انسان کی طرح اس سے سبب منشاء قانون
 نہیں بن کر حریف کرنے کا ثبوت ہو سکتا ہو۔ خطا کا راسخاںوں کی طرح اگر تلافی
 انہی کا سبق سیکھا تو انہی گنہگار ہو گا تو اس کے متعلق کو ان مساویانہ ثبوت
 ہو گا جس سے اس کی صداقت پر اعتماد کیا جاسکتا ہو قانون میں حسب منشاء
 رعایت نہ ہو بلکہ ثبوت اس وقت تک فراہم نہیں ہو سکتا جب تک
 معلوم قانون کو معصوم تسلیم کرنے لیا جائے یہی وجہ ہے کہ شیعوں نے تہمت
 کی راہ نہائی کہ خیالوں کیلئے گنہگار نہ ہونے کی شرط لگا دی کہ بے شکہ اگر
 معلوم معصوم و غیر خطا کا رہے تو اس کا ہر قول قابل اعتماد اس کی تعلیم انہی
 منشاء کے مطابق اس کی ہر حرکت عدالت کا نمونہ اور اس کا ہر حکم ہر حکم
 کے لیے قابل اقتداء ہو گا۔ تہمت کا سلسلہ اگر منقطع ہو چکا ہو تا تو ہمیں ہرگز
 اس پر چھڑنا نہ چھٹکا امام یا دوسری انقلوں میں مصلح تہمت کا وجود ہر زمانہ
 میں ضروری ہے لیکن تہمت جس کی موجودگی میں ہم خلقت کے ابتدائی نقطہ
 سے لے کر ختم نبوت کے دور تک ایک ہادی کے وجود کا اقرار کرتے ہیں جسے
 آپ اکابر کی موجودگی کو تسلیم کرانے کے بعد ہیں اس وقت بھی ایک ایسی ہی تہمت

وجود کا ماننا ضروری ہو جس کے وجود سے تمدن کا رشتہ وابستہ ہو۔ اور جبکہ ہم
 سے لے کر خاتم النبیین تک ایک سلسلہ ایسا موجود رہا جس میں امارت و
 کی قابلیت و استعداد موجود تھی تو اس وقت کون ایسا مانع ہو جس کی موجودگی
 میں ہم اس کے وجود کا انکار کر سکیں۔ اگر نبوت کا دوا ازہ مند نہ ہو چکا ہوتا اور
 یہ آیت کہ ما محمد الا احد من رجاکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین
 ختم نبوت کی تعلیم نہ دے چکی ہوتی تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے یقیناً کوئی نبی
 آتا لیکن خدا و باب نبوت کے بعد حفاظ شریعت کے وجود سے کم از کم کسی
 طرح انکار نہیں کیا جاسکتا۔

— (ایک ضروری تشریح) —

ہم سابق میں اس امر کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ منکر وجود حقہ کو ان کے
 وجود کی دلیل مانگنے کا یہی طرح حق حاصل نہیں ہے عقلاً تسلیم کر چکے ہیں کہ اگر کسی
 کا وجود یا عدم دلائل عقلیہ یا نقلیہ سے پورے طور پر ثابت و محقق ہو چکا ہو تو اس
 وقت تک جب تک اس حقیقت کے خلاف کوئی قوی دلیل ثبوت کی منزل میں
 پیش کی جائے اس وقت تک اس کا ثبوت نفی اور نفی ثبوت کی صورت میں تبدیل
 نہیں ہو سکتی اس لیے کہ پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم وجود و حضرت مجتہد کو اس پر
 منطبق کرتے ہیں تو ہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو اعتراض کرنے کی گنجائش
 ہی نہیں تاریخ کی مسلسل شہادتیں کتب سیر کی مستند گواہیاں اس عقیدہ کی بنیاد

نو پورے طور پر مضبوط و مستحکم بنا چکی ہیں کہ سر پر امامت کا آخری تاجدار
 درنیت آغوشِ نزع میں پیدا ہوا اُس کے وجود کا یقین کر لینے کے بعد جب تک ہم تاریخ
 کی مستند گواہیوں سے اس کا یقین نہ کرادیا جائے کہ اُس کی حیات کا رشتہ شہاد
 یادفات سے منقطع ہو گیا اُس وقت تک یہ ہرگز کرنا بالکل بیجا ہے کہ ہم اُس
 کے وجود کے منکر ہو جائیں۔ مؤرخین نے جہاں تک لکھا ہے وہ صرف اتنا کہ غاب
 ظہور یعنی خبر کا آپ غائب ہو گئے اور اُس کے بعد پھر آپ کی کوئی خبر معلوم
 نہیں ہوئی ممکن تھا کہ غیبت کے طولانی سلسلہ کو موت پر محمول کر لیا جاتا لیکن چونکہ
 جس کے متعلق مؤرخین نے غیبت کا اقرار کیا ہے وہ انسان کامل تھا جابرین
 اُس کی طولانی مدت غیبت کو موت پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔
 یقیناً انسان کامل انسان کامل ہوئے کی حیثیت سے ۱۳ سو برس کیا اگر چاہے تو
 لاکھوں برس تک اپنے سلسلہ حیات کو جاری رکھ سکتا ہے۔

ضرورتِ امامت پر ایک درویش

بہت دھرمی و تعصب تنگ نظری و کم فہمی اگر عقل کی قوتوں کو
 موقوف نہ بنا دے تو اربابِ بصیرت کیلئے اس امر کا تسلیم کرنا ناگزیر ہوگا کہ خداوند عالم
 کی ذاتِ ظلم و بے انصافی سے متبر ہے وہ نہ ظالمین کو ظلم پر مجبور کرتا ہے نہ
 مظلومین کو ان کے اجر و ثواب سے محروم رکھتا ہے بغیر استحقاق نہ کسی کو وہ ثواب
 دیتا ہے نہ عذابوں میں مبتلا کرتا ہے۔ وہ ظلم کے ہر اثر سے پاک ہے اس کے ثبوت

میں ہم قرآن کی بے شمار آیتیں پیش کر سکتے ہیں لیکن اثبات عدل چونکہ ہماری
دلیل کا ضمیمہ ہے تباہیں اس کا لحاظ کرتے ہوئے ہم مختصر قرآنی نظائر پیش کرتے
ہیں پھر یہی ہمارے دعوے کو مستحق بنائے کیے کافی ہوں گے۔

عدل کا قرآنی آیتوں سے ثبوت

ان الله لا يظلم الناس شيئا ولكن انفسهم يظلمون خدا لوگوں

ظلم نہیں کرتا لیکن یہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کا قلمت یہ کہ

ان الله ليس بظلام للعبيد یہ انہیں کاموں کا عوض ہی جو تو نے پہلے کئے

تھے اور خدا ہرگز بندوں پر ظلم نہیں کرنے والا ہے۔ وما الله يرد علما للعباد

خدا بندوں کے ساتھ ظلم کا اراغہ نہیں رکھتا ہی شہد الله انك لا اله الا

هو والمملكة والاولوالعلم قائما بالقسط۔ خدا ملائکہ اور اولوالعلم سب اس

کے گواہ ہیں کہ خدا کے سوا کوئی الہ نہیں اور وہ عدل کے ساتھ قائم ہے ان الله

لا يظلم مشقال ذرة خدا کی پزیرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ من عمل صالحا

فلنفسه ومن اساء فعليها وما ربك بظلام للعبيد جس نے عمل صالح

کیا اپنے لیے کیا اور جس نے عمل بر کیا اس نے اپنی ہی نقصان کیا اور تمھارا خدا تو

بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے وما يبدل القول ذرئتي وما انا بظلام

للعبيد میرے پاس بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں

قل اور نبی بالقسط کہد میرے رب نے مجھے نیکی کا حکم کیا ہے۔

ان قرآنی آیات کے علاوہ اگر دلائل کلامیہ پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی
 اسی حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہوئی نظر آئیں گی اس کے بعد کوئی ایسی
 اہم ضرورت نہ تھی جس کی بنا پر قارئین کرام کے سامنے عدل ظلم کا مفہوم بھی
 دہرایا جاتا مگر ممکن ہے کہ اس سے موضوع بحث پر کچھ زیادہ روشنی پڑ جائے اس
 لیے ہم یہ بھی بتلائے دیتے ہیں کہ عدل ظلم کیا چیز ہے۔ اصطلاحی حیثیت سے ظلم
 اُن اعمال و افعال اور حرکات و سکنات کا نام قرار دیا گیا ہے جو اپنے نقاط
 وضعی سے ہٹ کر کسی دوسرے مقام پر پائے جائیں یوں ہی عدل اُن حرکات و
 سکنات کو کہتے ہیں جو افراط و تفریط کے درمیان فی حدود میں اعتدالی حیثیت
 سے نظر آ رہے ہوں مذکورہ بالا حدود کا لحاظ کرتے ہوئے جب ہم انسانی
 سیرت پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے سامنے بے شمار ایسے بشری افراد آتے ہیں
 جو کسی طرح مفہوم عدل کا مصداق نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اپنے مقاصد
 کے لیے دوسروں کے اغراض کو پا مال کر دینا غیر اخلاقی حرکات کا مظاہرہ
 کرنا ہوا و ہوس کی زنجیروں میں مقید طمع اور لالچ وغیرہ کا جو گروہ ہونا
 یہ تمام چیزیں انسانی سیرت کا خمیر ہیں شرق سے لے کر غرب تک جنوب
 سے لے کر شمال تک اگر کافی جستجو کرو گے تب بھی انھیں ظلم کے علاوہ عدل
 کا مکمل نمونہ نظر نہ آئے گا پھر کیا اس حالت میں کسی مجسمہ عدل کا ہونا ظہور
 نہیں ہی نہیں یقیناً ان حالات کی موجودگی میں فاضل احمدیت کی طرف

کے کسی ایسی ذات کا ماحول ہونا ضروری ہے جس کو عدل کامل کی مثال قانون عدل کا
ترجمان عصمت کا مجسمہ کہا جاسکتا ہو۔

ہزاروں برس تک مکمل حیرت کرنے کے بعد بھی اگر تمہیں کوئی ایسی ذات ملے
گی تو اس وقت وہ صرف حضرت علی کی ذات ہوگی جس کی عصمت پر دنیا کی زبانیں
گواہ اندر وجود پر سلامی تار نہیں شاہد ہیں یہی وہ ہستی ہے جو عدالت کے کام کو
بطور اکل انجام دے سکتی ہے۔

منکرین وجود حجت کا ایک اہم خیال اور اس کی تردید
منکرین غیبت علی مطلق حضرت حجتہ عمل احمدیہ کے وجود میں جن جن
وجہ کی بنا پر پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ وجہ بھی ہے کہ ان کے خیال
میں عمر کا طویلانی ہونا قابل ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک کسی شخص کے فوت ہو جانے
پر اگر کوئی حجتی دلیل موجود نہ ہو تو صرف اتنی طویلانی مدت تک اس کا
رد پوش ہونا ہی اس خیال کی بنیاد کو قوی و مستحکم بنانے کیلئے کافی ہے کہ اس کے وجود کا
رشتہ منقطع ہو گیا ہے خیال ایک عجیب غریب حیثیت رکھتا ہے کہ طویل عمر خود سلسلہ وجود
حضرت حجتہ کے انقطاع کی بنیاد ہے حالانکہ ہم قبل میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ
کا ازالہ یقین کے علاوہ اور کسی چیز سے نہیں ہو سکتا بیشک اگر امام و وارث ہم
کے عہد میں یہ کوئی یقینی چیز پیش کی جاتی تو ہم معترفین کے عقیدہ کو صحیح تسلیم کر لیتے
لیکن دعویٰ کی ثبوت میں ایسی بات پیش کرنا جس کی اساس خود نقیض پر آب

کے جاننے کے قابل ہو سکتے قابل قبول اور مثبت دعویٰ نہیں ہو سکتی

طول عمر قابل استبعاد نہیں

قارئین کرام اگر عنصر سکون کے لمحوں میں طول عمر کے فلسفہ پر غور کریں گے تو حقیقت کا کھلنا ضرور دعویٰ کی بے آہنگی کا اعتراف کرنے پر مجبور کر گیا۔ دائرہ حیات کی غیر معمولی وسعت رشتہ حیات کا ایک طولانی مدت تک منقطع نہ ہونا اگر غور کیا جائے تو فلسفہ سبکی تائید کرتا ہوا نظر آئے گا۔ علوم طبیعیہ و عصریہ کے ماہر اس حقیقت کا کسی طرح انکار نہیں کر سکتے کہ جب اہم عناصر کا مجموعہ ہے اور عمارت جسم کی بنیاد جن ارکان پر قائم ہے تو قرار دی ہے وہ صرف عناصر ہی ہیں انہیں کے باہر بھی اعتلاط و ارتباط کو حکما و مذاکرہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اگر فطرت کے مضبوط باتھوں نے عناصر کی باہمی ترکیب میں مساوات کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور جسم کی کیفیات اربعہ میں مساوات کی حدیں قائم کر دی ہیں تو اس مزاج کو حکما و معتدل اور حیران خصوصیات کے مخالف ہو سکتا ہے غیر معتدل کہتے ہیں جسم کی صحت اس کا عوارض سے محفوظ رہنا اس کے بقا کے سلسلہ کا طولانی ہونا اس کے لیے ضرورت ہے کہ مرکب عنصریہ کے اجزاء ترکیبی باہم متوازن ہوں تو وزن کی صورت میں قوی ناقابل تحلیل ہونگے اور یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے دائرہ حیات کی وسعت قابل امکان تسلیم کی جا سکتی ہے غور کرو تو یقین معلوم ہو گا کہ اس عالم میں مخلوق کی کثرت و فراوانی کے باوجود جس مخلوق کے مزاج کو زیادہ سے زیادہ معتدل قرار دیا

جاسکتا ہے وہ صرف انسان ہے۔ یہی وہ مخلوق ہے جو اپنے تمام نقائص کے باوجود بھی
 ماتحت قوتوں کا جامع ترکیبات کی نشوونما ارتقار کی اختتامی نثر کی کیفیات مزاجی
 میں سب سے اشرف و اعلیٰ ہے اس کے اندر مدح جمادی روح نباتی روح حیوانی
 اور اسی کے ساتھ نفس ناطقہ و قوت قدسیہ کا جلوہ بھی ہر وقت نظر آسکتا ہے اور
 یہی آخری قوت حقیقتاً وہ قوت ہے جس کی وجہ سے انسان کو صف اشرفیت میں
 جگہ ملی۔ بیشک انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن اس کے تمام افراد کو خصوصیات
 کے لحاظ سے مساوی درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ کوئی صحیح ہے تو کوئی مریض کوئی قوی
 ہے تو کوئی ضعیف کسی کی عمر کا دائرہ تنگ ہے تو کسی کا وسیع۔ وہ بھی ہیں جن کے
 نتائج افکار علمی تحقیقات کی فہرست میں قابل قدر اضافات کے باعث
 ہوئے اور وہ بھی ہیں جنکے قوی ادراک ہمیشہ جمود کی زنجیروں میں جکڑے رہے
 پھر درست جا کی ترتیب بھی ہے کوئی عالم ہے تو کوئی جاہل، کوئی فقیر ہے تو کوئی غنی
 ترقی و تنزل صنف انحراف کی یہ تمام تفریقیں ان حکمتوں کی اساس پر مبنی ہیں
 جن کا بنیادی تعلق و احباب الوجود سے ہے۔

انسانیت ان تمام باہمی اختلافات کے باوجود جس آخری کمال کے نقطہ پر
 دم لیتی ہے وہی نقطہ جس پر کمالات کی انتہا فضائل کا اختتام ہو جاتا ہے وہ
 صف نبوت ہے۔ اسی منصب میں قوی نفسانیہ و روحانیہ کے کمالات جلوہ فگن ہوتے
 ہیں یہی وہ منصب ہے جس کو بجا طور پر مساوات پر مبنی قرار دیا جاسکتا ہے

اسکی وقت اقتدار کسی خاص حد تک محدود نہیں جس حد تک انسانیت کا دائرہ وسیع قرار دیا جاسکتا ہے وہاں تک اس کو بھی وسعت حاصل ہوگی۔ یہی وہ منصب ہے جسکے حامل کو قیادت کی طرف سے روحانیت کا نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اسکی تعلیمات کو سنیں اسکے اسوہ حسنہ کا اتباع کریں اسکی اطا کو اپنا فرض خیال کرتے رہیں یہ عہدہ نوع انسانی کی ترقی کا وہ آخری ذریعہ ہے جہاں مقدّمات سابقہ کے نتیجہ کے طور پر اعتدال مزاج نقطہ اوج کمال پر فائز ہوگا اور صحت جسمانی کی وجہ سے تحلیل قوی کم اور ضعف کی رفتار سیدھی ہوگی جسکی وجہ سے شرح حیوانی پر آثار تحلیل طاری نہ ہو سکیں گے اور شرح حیوانی اس وقت تک جب تک کہ اسباب خارجیہ حامل نہ ہوں خارجی اثرات سے محفوظ رہے گی۔ یہی حقیقتاً طول عمر ہے۔

تاریخ کے اندر ایسے لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے جنہوں نے روح حیوانی کو تحلیل سے بچانے کی تدبیریں کیں اور ان کی عمریں کافی وسعت پذیر ہوئیں۔
ذیل میں ان لوگوں کی ایک مختصر فہرست درج کی جاتی ہے۔

اسمائے معمرین	مدت حیات	اسمائے معمرین	مدت حیات
۱ حضرت آدم	۶۰۰ سال	۸ ربیع ابن ضبیج الفریجی تقریباً ۱۰۰ سال	
۲ حضرت نوح	۱۳۰۰ یا ۱۹۵۰ سال	۹ شداد بن عاد	۹۰۰ سال
۳ سام بن نوح	۶۰۰ سال	۱۰ اکثم ابن صیفی التیمی	۳۰۰ سال
۴ ارفخش	۴۰۰ سال	۱۱ درید ابن زید النہدی القضاہی	
۵ کالب بن یوحنا	۱۰۰۰ سال	۱۲ ذوالاصبح حوشان ابن	۳۰۰ سال
۶ حضرت لقمان	۱۰۰۰ سال	محرث العدوانی	
۷ عبد بن ثرید الجریجی	۳۵۰ سال	۱۳ سوبالکاہن	۳۰۶ سال

ان تمام معمرین کے علاوہ حضرت عیسیٰ ابن مریم، حضرت خضر، حضرت الیاس حضرت
ادریس کل فرق اسلامی تسلیم کرتے ہیں کہ اب تک زندہ ہیں۔

ایسی صورت میں غور کرو کہ شیعوں کا یہ عقیدہ کہ امام عصر مہدیؑ موجود ہے و جب منتظر محمد
بن الحسن الزکی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن اسرار حکم کی بناء پر جن کا ہم آئندہ تذکرہ کریں گے
علم مکین باری میں مستتر ہیں اور دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے باوجود اب تک موجود
اور اپنے فرائض منصبی کو ادا کر رہے ہیں کیونکہ قابل استبعاد قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ
ہم اُن کو انسان کاٹل بھی نہیں کر چکے ہیں۔

موضوع بحث تقریباً بالکل واضح ہو چکا ہے اور اب جس بات کی کمی نظر آتی ہے
وہ صرف اتنی کہ حجت العصر کو اہل ترین افراد انسانی ثابت کیا جائے جس کے لیے ہم قاضین
کرام کو شواہد و ثبوت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

پروردہ آغوش نرجس کے قدم کمال کی منزل پر
فانوس کمال کی وہ لہریں تھی شمع برقع عصمت کا وہ شوقشان سارہ جو
شب نیمہ شعبان کو آغوش نرجس کی زینت بنا اپنے مخصوص کمالات کے لیے اظہار سے یقیناً
بے نظیر کے جانے کا مستحق ہے۔

انسانیت کا رہبر کمال امت محمدیہ کا راہنما شریعت اسلام کے حافظہ الہامی
تعلیم کا ترجمان پیغمبر اسلام کی طرح صحیفہ امامت کی آخری تحریر ہونے کے علاوہ اس
امر پر بھی افتخار کر سکتا ہے کہ اس کی ہر بات کا دورہ دورہ ہوگا جس کے خطوط و خال پیغمبر کے

اسرار حکمیہ کا حامل بنا دیا تھا اُن کا نام قائم منظر ہے (مجموع بحرقہ ص ۱۴۷)
 ابن خلیکان نے بھی انہی لفظوں میں قائم منظر کی تفصیلات کا اقرار کیا ہے۔
 ابن حجر ابن خلیکان جیسے اجلہ مورخین کے قلم سے غیر متعلق ہونے کے باوجود
 اس گواہی کا نکلنا کہ خدائی طرف سے اُن کو علم و حکمت کا حامل بنا دیا گیا تھا یقیناً
 اس قابل ہے کہ منکرین اس کے سامنے اپنے ضمیر کو سرنگوں بنا دیں۔

وجود حجت پر انکار محققین کا اجماع

تاریخ کی متواتر صفحہ گردانیوں کے باوجود بھی یہی غیر مستند اقوال کے علاوہ کوئی
 ایسا قول نہیں ملتا جس سے وجود حجت کا انکار کیا جاسکتا ہو۔

کتب سیرکادہن اُن ناقابل انکار گواہیوں سے لبریز ہے جنہیں صریح لفظوں میں
 قائم آل محمد کے وجود کا اقرار کیا گیا ہے۔

یہیں انتہائی عجیب ہے کہ ان زبردست صحیح دلائل کی روشنی میں بھی اکثر کفر و بے بصیرتیاں
 نقطہ حقیقت کی تشخیص میں ٹھوکریں کھاتی ہیں۔ حقیقتاً انہی لوگوں کی طبیعت کا اندازہ
 کرتے ہوئے ہمیں اکی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہم عقلی حیثیت سے وجود حجت پر بحث و تحقیق کرنے
 کے بعد وہ نقلی شواہد بھی پیش کر دیں جو تاریخ کے آغوش میں کثیر تعداد کے ساتھ موجود ہیں
 کل شواہد و نظائر کا مطالعہ کر کے لیے تو کافی ذخیم دفتر کی ضرورت نہ ہو سہر دست
 کچھ مختصر نمونے پیش کئے جاتے ہیں اور امید ہے کہ ناظرین کرام سکونِ طہیان کی
 گھڑیوں میں اُن کا مطالعہ فرمائیں گے یوں تو سوادِ عظیم کی قریب قریب تمام کتابوں

میں ان شواہد کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن اس وقت ہم چند مقتضیہ کتب سفر سے
 اُن روایات و احادیث کی ایک مختصر مگر جامع فہرست درج کرنا چاہتے ہیں جس سے وجود حجت
 اور غیبت قائم کے متعلق ناظرین کوئی حتمی و یقینی رائے قائم کرنے کا موقع پائے سکے۔
 اور انہیں اس کا اندازہ ہوگا کہ حضرت حجتہ عمل الشرف کے متعلق شیعوں کا قائم کردہ
 نظریہ انکی ایجاد نہیں ہے بلکہ سید اعظم کے احباب حفاظ و شیوخ کے افادہ کے پیمانے اس
 جھٹک سے ہیں۔ (۱)

شیخ کمال الدین محمد ابن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ اصاحمہ فائدہ ولد فی ایام المعتمد
 علی اللہ خاف فاختفی الی اکان فلم یکن ذکرا لک اذ من غاب وان القطع
 خبرہ لا توجب غیبتہ وانقطاع خبرہ الحکم بقدر عمرہ ولا بالقضاء حیاً
 مطالب اسوٰل ق ۳ آپ زمانہ معتد بائش عباسی میں متولد ہوئے اور خوف کی وجہ
 سے پوشیدہ ہو گئے اور اس وقت تک مخفی و غائب ہیں غیبت کی وجہ سے یہ نہیں کہا
 جاسکتا کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی اس لیے کہ جو شخص غائب ہے اگرچہ اس کی خبر غیر
 معلوم ہو مگر با اینہا اس کی نہ موت متیقن کہی جاسکتی ہے اور نہ اس کی زندگی
 کے متعلق مقدار بتائی جاسکتی ہے اس کے علاوہ علامہ موصوف نے حیات حضرت حجتہ پر
 کرتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جب پیغمبر کی تمام بتائی ہوئی علامتیں حضرت حجتہ
 پر منطبق ہو رہی ہیں تو یقیناً مہرِ موعود ان ہی کو ہونا چاہیے چنانچہ تحریر فرماتا
 ہے کہ اذا كانت الصفات التي هي علامة كماله لشبوت الاحكام المذكورة

موجودہ فی الحقیقت الخلف الصالح محمد تعین اثبات کون المحدث المثلث
 الیہ من غیر جنوح الی الاحتمال لتجد وغیرہ فی الاستقبال جبکہ وہ
 تمام صفتیں جو کہ علامت قرار دی گئی ہیں ثبوت احکام مذکورہ کے دلائل کو دینے
 کی حضرت حجۃ کے اندر موجود ہیں تو یقین ہوا کہ ہمدی موعود مشار الیہ ان ہی کو
 کہا جائے بغیر اس کے کہ ہم یہ احتمال کریں کہ وہ آئندہ پیدا ہوں گے۔
 پیشانی فلک پر ضرور تپتے ہوئے ستاروں کی قسم جلوتہ یرمضیٰ کی قسم چال گئی
 سحر کی قسم ہی اور غرور ہی۔ چاند کی چاندنی اور موج آب کی روانی نیم سحر کے
 خرام ناز چھوٹتی نکلت۔ امکان کا ہرزہ گواہ ہی کہ عالم کسی شمع حن کی تھلیوں کا
 آئینہ بردار ہے مجھ سے نہیں فضا کے خاموش پردوں پر چھوڑے تھیں تباہی کے اور ضرور
 تباہی کے زمانہ ہیں کا منتظر اوپر فلک کی آمد کی نگراں ہونہ آئینا اور ضرور آئینا
 تاریخ کی شہادتیں اور پیہر کی حدیثیں اگر سچی ہیں تو پچاس سال ماہ شبایں سے
 اسی کے طلعت بن کی قسم دیکھ لو چھوڑے تھیں سن پر وہ پوش کا افسانہ سناؤ گناؤ چھوڑاؤ
 ضرور پوچھو یہ تباہی کیا کہ انیوالا آیا اور یوں نہیں بلکہ اس طرح کہ پیہر کی
 بشارتیں اس کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھیں عصمت کا نورانی پھیرا اس کے سر پر نہ رہا
 بے رہا تھا۔ انسانیت اور فطرت اس کا مونج تبسم کے ساتھ استقبال کر رہی تھی اور
 ایک معصوم کی نگاہ تیار آئینہ فلک کے دانوں کا شیار کر رہی تھی حسین اور کناہین
 تھا وہ منتظر کہ رات کی تاریکی میں کسی آنیوالے کے انتظار میں دنیا بہ تن انتظار رہی تھی

نرس کی خواہاں نہ تھیں۔ لاکہ داغ جگری برسر کی خاموشی۔ موجوں کا اضطراب سکاں شب
کی پریشانی اس کا پتہ ہے یہی تھی کہ آنے والے کا انتظار ہے۔

سارک اور سجد مبارک تھی وہ ساعت جب انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور دنیا میں
شمع تن کے دیدار کی تہہ نظر تھی وہ فانوس خانہ کعبہ امام حسن عسکری میں جلو افروز نظر
ہوا اور شہر اسلام کی یہ مسلمہ حدیث کہ واللہ المتبعین سنین الذین من قبلکرمی
انکم لودعوا فی حجر صلب لدخلتموہ خدا کی قسم تم ضرور ان لوگوں کے راستے پر
ہو گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں یعنی بنی اسرائیل، یہاں تاک اگر وہ کسی سودا خانے میں
داخل ہو سکتے ہوں گے تو تم بھی ضرور داخل ہو گے جس کی بنا پر دنیا اسلام نہیں شیطان میں
مستور ہونے والے عظیم الشان مولود کا انتظار کر رہی ہے۔ بیچ ہو کر رہی ہے۔

اتبان جو کچھ پیش کیا گیا وہ یہ ثابت کرنے کیلئے یقیناً کافی تھا کہ دنیا جس کے ورید کی
منکر ہو وہ آیا اور طبیعت کے لطیف دامن میں پناہ لینے والوں اور شاہدہ پرستی
کے قید یوں کو ان کے تخیلات و مقتدرات کی زنجیروں سے تھپکا کر اونے کے لیے آیا۔
لیکن عروس حقیقت کے جمال کو لاویز بنانے کیلئے دو چار مناظر ارباب بصیرت کے

مطالعہ کے لیے اور پیش کرنا چاہتا ہوں، حق پرستی اور انصاف فواری کے جذبات
نے اگر رہنمائی کی تو انشاء اللہ نقطہ حق و صواب تک رسائی کی پوری راہ ہموار ہو گئی
پیغمبر کی بشارت کا پہلا منظر

اخرج اسعد والباوس مدی اند صلی اللہ علیہ وسلم قال اشجی ما فہر

رجل من قریش من عترتی یخرج فی اقلات من الناس وذلزال فیملأ
 الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً ویدوی عنده مسکن الارض ولسما
 احمد بن حنبل اور بابا وروی نے اس روایت کی تخریج کی ہے کہ پیغمبر نے ارشاد فرمایا کہ
 ایہا الناس تم کو ہمدی کا ظہر مبارک ہو یہ میری عترت میں سے ایک شخص قرشی ہے
 جس اُس وقت ظاہر ہوگا جب لوگوں میں انقلاب ہوگا اور زمین لرز رہی ہوگی وہ
 اس کو بالکل اسی طرح عدل و انصاف کی رحمت سے پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور
 کی تاریکیوں سے لبریز ہو چکی ہوگی وہ اموال کو صحت و مکمل مساوات کے ساتھ لوگوں
 میں تقسیم کرے گا اور امت پیغمبر سلام کے دلوں کو سکون و اطمینان کی دولت سے پر کر دے گا
 اور اس کا عدل اُس کے گرد محیط ہو جائیگا رصواعن مرقہ ابن جریر کی طبع مصر

بشارت کا دوسرا منظر

قال علی قال لولم یبق من الدہر الا یوہ لبعث اللہ رجلاً من اہل بیتہ
 یباعدھا عدلاً کما ملئت جوراً حضرت علی ابن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر زمانے کا صرف ایک ن رہ جائیگا تب بھی خدا
 کے اہلبیت سے ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو زمانہ کو بالکل اسی طرح
 عدل و انصاف سے پر کر دے گا جس طرح ظلم و جور سے چھلک چکا ہوگا اور الابصار ص ۵۴
 صرف احادیث و بشارات ہی نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے علاوہ ثقات
 اہل سنت کی بیشمار ایسی تائیدات موجود ہیں جن کا مطالعہ کرنے کے بعد وجود حجت

میں کسی قسم کا شک شبہ باقی نہیں رہتا۔ ذیل میں تائیدی مناظر کا اونی سا نمونہ
 ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے بیشک ہمارے لیے ضرورت تھی کہ ہم احادیث و بشارات
 کی مکمل فہرست اس مقام پر پیش کرتے مگر شیعہ ارباب علم کے افادات کو سامنے
 رکھنے کے بعد اس امر کی کچھ زیادہ ضرورت باقی نہیں رہی اور صرف یہی مناظر
 پیش کرنے کے قابل ہیں جن کے چہرے پر خفا کا پردہ پڑا ہوا ہے یا جو پوری وقت
 کے ساتھ عوام الناس کے سامنے نہیں آسکے بنا بریں میری رفتار قلم مجبور ہے کہ وہ
 تائیدات کے اکثر و لغریب مناظر کو نظر انداز کر دے ہزاروں موثق حدیثوں سے
 قطع نظر کرتے ہوئے جس طرح میں نے نظریہ بالا کے اقتضا کے مطابق صرف ایک
 حدیث نقل کرنے پر اکتفا کی ہے بعینہ اسی طرح محققین ملت اسلامیہ کے افکار کو
 ناظرین کرام کے سامنے پیش کرنے میں بھی اسی قدر اختصار سے کام لینا ہے۔ شاید پیش کردہ
 حقائق کو شمع راہ نمئے کا شرف حاصل ہو سکے۔

محققین اہل سنت کے رائے و افکار و آراء اور یہ پور غلیب کے جو کاصیری قرآن
 (۱) علامہ کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ ثنائی تحریر کرتے ہیں الباب الثانی
 غسری فی ابی القاسم محمد ابن الحسن الخالص ابن علی المتوکل ابن محمد لقاہ
 ابن علی المضاہ بن موسیٰ الکاظم ابن جعفر انصاری ابن محمد الباق
 ابن علی بن الحسن ابن علی ابن ابیطالب ابن ہارون ابن ابی القاسم محمد
 ابن حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسن

ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام کے تذکرہ میں ہے۔

اس کے بعد علامہ موصوف نے زمان و لاوت کی تعیین اور اس کے بعض
حالات کو قلمبند کرتے ہوئے ان احادیث و روایات کو جمع کیا ہے جن سے حقہ العصر
کے وجود کا عقیدہ استحکام پذیر ہو جاتا ہے۔

عبارتوں کو جو کہ طولانی ہے اس لیے ہم صرف اس کا حوالہ ہی نقل کرتے ہیں۔

(۲) مطالب السؤل رقی الدین عربی کی توثیق و اعلموا انہ کلاما من
خروج المہدی و لکن لا یخرج حق تملأ الارض جوراً و ظلماً فیما تفسد
وعد لا ولولہ یقی من الدنیا الا یوم فاطال اللہ تعالیٰ ذلک الیوم حتی
ذلک الخلیفۃ و هو من عشیرۃ الرسول من ولد فاطمۃ جدۃ الحسن

ابن علی و والدہ الحسن العسکری ابن الامام علی نقی ابن الامام محمد
التقی ابن الامام علی بن الرضا ابن الامام موسیٰ کاظم ابن الامام
جعفر الصادق ابن الامام محمد الباقر ابن الامام زین العابدین ابن
الحسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم یواطی اسمہ رسول اللہ

یہ امر بلا شبہ یقین کر لینے کے قابل ہے کہ امام مہدی صاحب العصر کا ظہور ضروری لازمی ہے
مگر ان کا ظہور اس وقت ہو گا جبکہ زمین ظلم و جور سے لبریز ہو گی پس وہ ظاہر ہو گا
عدل و انصاف کا حکم دے گا اور دنیا کے اقتسام میں اگر صرف ایک ہی ہندو باقی ہو گا تب
بھی خدا اسکو طولانی کر دے گا تا کہ وہ خدا کا خلیفہ زمین کی ولایت و بشار کا حامل ہو سکے

کی عسرت و فاطمہ کی اولاد سے ہے۔ اس کے جدِ بزرگوار حسین ابن ابی طالب اور
والد حسن عسکری ابن علی نقی ابن محمد تقی ابن علی رضا ابن موسی کاظم ابن جعفر صادق
ابن محمد باقر ابن زین العابدین ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہیں
ان کا نام رسول کے نام سے مشابہ ہوگا۔ (فتوحات مکیہ)

(۳) ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد الکلی لہی النبی الشافعی البیان فی اخبار
صاحب الزمان کے صفحہ پر ان کے اولاد علی کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ خلف
علی بن الہادی من الولد ابی محمد الحسن العسکری امام علی بن محمد تقی کے اپنے
بعد اپنی اولاد میں سے اپنے فرزند ابو محمد الحسن العسکری کو چھوڑا۔

اس عبارت کے بعد تاریخ ملاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے پھر رقمطراز ہیں وائینہ
ہو اکامام المنتظر یعنی آپ ہی کے فرزند امام منتظر ہیں۔

علامہ موصی نے کچھ معمولی تفرقہ کے ساتھ انہی الفاظ کا اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں بھی
اعادہ کیا ہے۔

(۴) حافظ محمد ابن محمد بن محمد بن محمد بن حضرت جت کے ساتھ اولاد وغیرہ کا تذکرہ کرتے
بعد تحریر فرمایا ہے ویشاقب المجدی رضی اللہ عنہ صاحب الزمان الغالب
عن الاعیان الموجود فی کل زمان کثیرۃ وقد رآت الاخبار علی
ظہورہ واشواق نوسہ بہ شغقت اکامامہ وھو اکامام من لدن
صات الیوم الی یوم القیامۃ وعلیٰ یصلیٰ خلفہ وصدیق علی داعواہ

وید عوالی الملقا التي هو عليها والنبي صاحب الملة امام مہدی جو کہ نگاہوں
 سے اوجھل ہیں ہر زمانہ میں موجود اور ملت صاحب العصر میں ان کے اوصیا بحد کثیر
 وافر ہیں ان کے ظہور اند شراق نور کی بے شمار حاشین موجود ہیں آپ ہی سلسلہ
 امامت کی انتہا ہوں اور آپ اپنے والد کی وفات کے وقت سے قیامت تک امام
 ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آپ کے دعوے کی
 تصدیق اور آپ کے بعد بزرگوار کی ملت کی طرف دنیا کو مدعو کریں گے (مفصل الخطاب)
 علامہ جمال الدین رقمطراز ہیں: سکلام در بیان امام دوازدهم محمد ابن الحسن
 تولد ہوا یونی آن در مدین ولادت و جو ہر معدن بدویش بقول اکثر اہل بیت
 در ماہ شعبان ۲۵۵ ہجری در سامرہ اتفاق افتاد و در آن عالی گرام ولد
 بود مسماة نوحی خاتون و آل امام ذوی الاحترام در کنیت و نام بانام خیر الانام موفقت
 و اردو میں منظر و خلف الصالح و صاحب الزمان در القاب او منتظم است و وقت پدر
 بزرگوار خود بر وقتیکہ بھوت اقرب پنچ سالہ بود و بقول ثانی دو سالہ و حضرت
 و اہلب العطا یا ان شگوفہ گلزارہ را مانند کجی بن ذکر یا در طفولیت حکمت کرم
 فرمودہ و در وقت صبا بمرتبہ بلند امامت رسانیدہ و صاحب العصر و الزمان و
 مہدی دوران در زمان معتمد عباسی در ۲۶۵ یا ۲۶۶ ہجری در مدائن سرین رکے از
 نظر بایا غائب شد۔ یہ بحث بارہوی امام کے بیان میں ہی محمد ابن الحسن علیہ السلام
 آپ کی وکالت ہا یونی معدن ہدایت و صرف ولایت میں بقول اکثر راویان ۲۵۵

میں ہوتی ہے آپ کی ماورعالی گہرام ولد تھیں جن کا نام صیقل یا سون یا زحرف تھا
 یہ محترم امام کینیت و نام میں سالتمائیکے مشابہت نامہ رکھتا ہے اور مہدی منتظر و قائم
 و صاحب الزمان یا تمام الفاظ آپ کے سلسلہ انقباب میں منسلک ہیں روایت صحیحہ کے
 مطابق آپ کی عمر اپنے والد بزرگوار کی موجودگی میں پانچ سال یعنی اوداس عمر میں
 اس گل گلزار نبوت کو بھیجی ابن زکریا کی طرح حکمت مرحمت کی تھی اور شباب میں
 عصرہ امامت تفویض کیا گیا صاحب العصر و الزمان ۲۶۵ ھ یا ۲۶۶ ھ میں بنما
 معتمد عباسی سامرہ کے سردار میں جا کر دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئے

اس عبارت کے بعد علامہ مذکور نے کچھ اشعار نظم کئے ہیں جن سے انکی عقیدت کا چہرہ پوری طرح
 آشکار ہو جاتا ہے قارئین کرام کے ملاحظہ کیلئے وہ اشعار بھی درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

بیا اسے امام بدہت شوار کہ بگذشت حد غم انتظار

زروئے ہمایوں بگلین نقاب میاں ساز رخسار چہ نقاب

بروں آئے از منبرلی استغفا نمایاں کن آثار مہر و وفا

اسی عبارت کو کچھ معمولی سے تفرقہ کے ساتھ عیار رضی مدنی نے مرآۃ الاسرار

میں مندرج کیا ہے (زروفتہ الاحباب)

فضل ابن روز ساں نے ائمہ اولاد فاطمہ کے فضائل کا ذکر کر کے ایک

سلام نظم کیا ہے جس کے آخر میں اشعار یہ ہیں۔

سلام علی القائم المنتظر (پی) القاسم القرم نور الهدی

وہ قائم نظر جو ہر اہل بیت کا نور اور مکی بابی القاسم کی اسیر میرا سلام ہو
 سید طالع کا شمس فی غاسق
 پیچیدہ من سیتہ المتقنی
 عقرب وہ تاریکی میں آفتاب کی طرح نمایاں ہوگا اور اپنی کھنچی ہوئی
 تلوار سے زمانہ کو ظلمت سے پاک کر دے گا۔

تیسرے شعر میں شاعر نے کہا ہے۔ تم دیکھو گے کہ دنیا اس کے عدل سے اسی
 طرح بہرہ مند ہو جائیگی جس طرح وہ دشمنوں کے ظلم سے ملوٹھی۔ سلام علیہ و
 آباءہ و انصارہ ما قاموا من السماء ان پران کے آباؤ اجداد اور ان کے بھائی
 پر جب تک آسمان باقی ہو اس وقت تک میرا سلام ہو اور شرح شمائل ترمذی
 شیخ عامر ابن عامر بصری بھی جو حجت کے قائل ہیں۔ مباحثہ سے اپنے فقہی فتوے
 میں لکھا ہے کہ الناس اجماع فی معرفۃ صاحب الوقت ذائقہ و وقت ظہور
 نوران نور صاحب الزمان صاحب العصر و ان کے وقت ظہور کی معرفت میں اس
 سرخی کے ذیل میں ان کا یہ شعر بھی ملتا ہے کہ

لے امام ہر اہل بیت آپ کی غیبت کا سلسلہ کتب تک قائم رہے گا یہ وہ غیبی
 نکل کر اب ہم پر احسان فرمائے۔

ان اقوال سے حقیقت بھی طرح دل نشین ہو جائیگی کہ جو حجت کا عقیدہ شیخ
 کا خود ساختہ نہیں بلکہ پیغمبر اسلام کی متفقہ روایت بھی اس بار میں ان کی ہم آواز
 ہے۔ ختم شد۔

نمبر	نام رسالہ	نمبر	نمبر	نام رسالہ	نمبر
۶۱	خدا کی معرفت	۸	۸	نظام زندگی حصہ سوم	۸
۶۲	شہدائے کربلا	۹	۹	حیات قومی	۹
۶۳	خلافت و امامت	۱۰	۱۰	جبر و اختیار	۱۰
۶۴	دی لاسٹ مسج آف حسین	۱۱	۱۱	مذہب و عقل	۱۱
۶۵	ہمارے رسوم و قیود	۱۲	۱۲	حسین کا پیغام عالم نہایت نام	۱۲
۶۶	شیعوں کی تازہ زندگی	۱۳	۱۳	کجراتی ترجمہ	۱۳
۶۷	صحیفہ اعمال مترجم	۱۴	۱۴	سندھی	۱۴
۶۸	مذہب شیعہ اور تبلیغ	۱۵	۱۵	ہندی	۱۵
۶۹	اسیری المکرم	۱۶	۱۶	پنجابی	۱۶
۷۰	دی مشن آف حسین انگریزی	۱۷	۱۷	ذرات ازلی نہیں اردو	۱۷
۷۱	نظام زندگی حصہ اول	۱۸	۱۸	اقوام عالم میں عورت کا معیار	۱۸
۷۲	نظام زندگی حصہ دوم	۱۹	۱۹	نظام زندگی حصہ چہارم	۱۹
۷۳	حقیقت اسلام	۲۰	۲۰	جبر و اختیار (نقطہ دوم)	۲۰
۷۴	منظوم کربلا	۲۱	۲۱	مسئلہ دعا	۲۱
۷۵	دی مارٹن آف کربلا انگریزی	۲۲	۲۲	صلح اور جنگ	۲۲
۷۶	تناسخہ پر مختصر بحث	۲۳	۲۳	اثبات حجت	۲۳

ماہنامہ اسلامیہ
 ادارہ اسلامیہ
 لاہور

فہرست الامامیہ سن یک اکھنڈ

نمبر	نام کتاب	نمبر	نمبر	نمبر	نام کتاب	نمبر
۱	کائنات قبل از اسلام	۲	۲	۱۳	شاہزادہ علی صغر	۶
۲	قاتلان حسین کی گرفتاری	۸	۲	۱۴	حصول اسلام کی حقیقت	۷
۳	حج و بیات	۵	۲	۱۵	ثبوت تقیہ	۸
۴	وجیزۃ الاحکام	۴	۱	۱۶	ذاکری کی پہلی کتاب حصہ دوم	۹
۵	صحیفہ تجلی	۸	۱	۱۷	شادی خانہ آبادی	۱۰
۶	رجال بخاری حصہ دوم	۶	۱	۱۸	گادو کشی اور سلمان	۱۱
۷	تاریخ ازواج	۸	۱	۱۹	ہمارے نبی	۱۲
۸	الہامی کلمات	۳	۱	۲۰	ہدایۃ الاطفال	۱۳
۹	ہمارے رسول	۲	۱	۲۱	ہدیہ صغیہ	۱۴
۱۰	ہماری خاتون جنت	۲	۱	۲۲	گل عصمت	۱۵
۱۱	قاتلان عثمان	۵	۱	۲۳	تاریخ حسینی	۱۶
۱۲	مخمل و محاسن چادرہ عظمیٰ	۵	۲	۲۴	ذاکری کی دوسری کتاب حصہ اول	۱۷
		۴	۲	۲۵	مقدمہ تفسیر قرآن	۱۸

ملنے کا تیکل سکرٹری امامیہ سن حسرت و نحاس لکھنؤ

پیشہ

سید مصطفیٰ احسن رعنوی سکرٹری امامیہ سن حسرت و نحاس

پہ نٹ

سید نثار علی رعنوی لکھنؤ

ہر قوم کی کتابیں اسکی بلند پایست و ہنیت کا آئینہ ہوتی ہیں

ہے یا نہیں ؟

کتب خانہ مجلس ارباب تحقیق سلسلہ اطفال
میں حضرت نجم آفندی کا تحریر فرمایا ہوا سلسلہ نصاب دینی
پیش کر رہا ہے یہ قوم کی بنیاد اور اہم ضرورت
کی تکمیل ہے یا نہیں یہ طرز عہد حاضر کی مذہب بیزاری
کے خلاف کامیاب حربہ ہے یا نہیں ؟ ادارہ کی عہدیت
قابلِ داد ہے یا نہیں ؟ اس کا تصفیہ آپ پر موقوف ہے

ہمارا نصب العین ہے "ایک سے ایک بہتر"

معتمد نشر و اشاعت

مجلس ارباب تحقیق حیدر آباد دکن